www.KitaboSunnat.com

الکتب والحکمۃ

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

ترجمان القرآن

نواب صدیق حسن خانؒ

پروفیسر محمد اسرائیل پروفیسر ظفر اقبال

پروفیسر عبدالحفیظ

مرفوعاً یوں آیا ہے کہ "وہ پھول کر گھر کے برابر ہو جاتا ہے؟ بسم اللہ کہنے سے ایک مکھی کی مانند چھوٹا ہو جاتا ہے۔ یہ تاثیر "بسم اللہ" کی برکت ہے۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں "اسی لئے ہر کام اور ہر بات سے پہلے "بسم اللہ" کہنا مستحب ہے جیسے کتاب کے دیباچہ سے پہلے، بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے اور وضو سے پہلے۔ بعض علماء کے نزدیک وضو سے پہلے "بسم اللہ" کہنا واجب ہے۔ اسی طرح ذبحہ کے وقت کھانے سے پہلے، جماع سے پہلے "بسم اللہ" کہنا مستحب یا واجب ہے۔ اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔

حدیث ابوہریرہؓ میں مرفوعاً آیا ہے۔ اللہ کے ۹۹ نام ہیں، جس نے انھیں یاد کر لیا وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ (الأعراف: ۱۸۰)

"اور اللہ کے سب نام اچھے ہی ہیں، تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو"

دوسری جگہ فرمایا:

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ (الإسراء: ۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کہہ دو کہ تم اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن کے نام سے، جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں۔

بعض محققین نے کہا ہے کہ "اللہ" کا لفظ مبارک اسم اعظم ہے۔ قرآن مجید میں "اللہ" کا یہ اسم ذات دو ہزار تین سو ساٹھ جگہ پہ آیا ہے۔ "رحمٰن" کا لفظ اللہ کے علاوہ کسی مخلوق پر نہیں بولا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بعض نام ایسے بھی ہیں جو غیر اللہ پہ بولے جاتے ہیں جیسے رَءُوفٌ رَّحِيْمٌ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آئے ہیں:

"حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" (التوبۃ: ۲۸)

"اور تمھاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پہ نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں"۔

یا سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ کہ ہر انسان کے حق میں استعمال ہوتے ہیں۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ (الدھر)

"ہم نے انسان کو نطفۂ مخلوط سے پیدا کیا تاکہ اُسے آزمائیں، تو ہم نے اسے سنتا دیکھتا بنایا"۔

رحمٰن:۔ اطلاق بعض کفارِ قریش نے مسیلمہ کذّاب پر کیا تھا۔ اس لیے عطاء خراسانیؒ نے یہ بات کہی ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ میں رَحْمٰن کے بعد رَحِيْم کا لفظ اس لئے آیا ہے کہ مجموعی لفظ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خاص ساتھ اللہ کے ہے۔ کیونکہ لفظ رحمٰن بعض عرب نے غیر اللہ کو بھی اپنی جہالت، حماقت اور عناد کی وجہ سے کہہ لیا۔ مگر یہ وصفِ مجموع کسی دوسرے پر نہیں بولا جا سکتا۔ لفظ "رحمٰن" میں لفظ "رحیم" کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے۔

ابنِ جریرؒ کی تقریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ گویا "رحمٰن" وہ ہے جو سب پر رحم کرے۔ "رحیم" وہ ہے جو خاص مومنوں پہ کرم فرمائے۔ یا "رحمٰن" وہ ہے جو دنیا و آخرت دونوں جگہ رحمت کرے اور "رحیم" وہ ہے جو خاص آخرت میں رحم فرمائے۔ لیکن دعائے ماثورہ میں یوں آیا ہے "رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و رحیمہما"۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

ابنِ مبارکؒ نے کہا "رحمٰن" وہ ہے کہ جب اس سے مانگو تو دے۔ اور "رحیم" وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگو تو وہ خفا ہو۔ اس کا پتہ حدیث ابوہریرہؓ سے بھی چلتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے (اس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے) "اے اللہ ہم تجھ سے یہ بھیک مانگتے ہیں کہ تو ہم کو دونوں جہانوں میں عفو و عافیت دے۔ اور تو ہماری جھولی اس دعا کی قبولیت سے بھر دے۔ آمین۔

تفسیر

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

"سب طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے"۔

حمد:

جب کوئی شخص اچھا کام اپنے اختیار سے کرتا ہے اور دوسرا شخص اس کی بزرگی کے ارادے سے اس کی صفت اور ثنا اپنی زبان سے بجا لاتا ہے تو اسے حمد کہتے ہیں۔ یہ حمد خاص اللہ ہی کی ذات پاک کو لائق ہے، کسی دوسرے کو زیبا نہیں، حدیث میں ہے، "اللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ"۔

ابنِ عباسؓ کہتے ہیں "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کلمہ شکر ہے۔ بندہ جب یہ کلمہ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میرا شکر ادا کیا۔

حکم بن عمیرؓ نے کہا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہا تو اللہ کا شکر ادا کیا۔ اب اللہ تجھ کو زیادہ دے گا۔ (ابن جریرؒ نے اسے روایت کیا)۔

عبداللہ بن عمروؓ سے مرفوعاً الفاظ یوں ہیں: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شکر کی بنیاد ہے، جس نے اللہ کی حمد نہ کی اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا"۔ اس کو عبدالرزاقؒ، خطابیؒ، ترمذیؒ اور بیہقیؒ نے روایت کیا ہے۔

قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کو شکر گزار بندہ کہا گیا ہے، اس لیے کہ وہ اللہ کی بہت زیادہ حمد کیا کرتے تھے۔

حضرت جابرؓ نے مرفوعاً کہا ہے کہ افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور افضل دعا اَلْحَمْدُ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰہِ ہے۔ (اسے نسائیؒ، ابنِ ماجہؒ، ابنِ حبانؒ، اور بیہقیؒ نے روایت کیا اور ترمذیؒ نے اسے حسن کہا ہے)۔

ابو مالک اشعریؓ کے الفاظ یہ ہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ترازو کو بھر دیتا ہے (مسلمؒ، نسائیؒ، امام احمد)

حضرت انسؓ سے مرفوعًا الفاظ یہ ہیں۔ حمد سے زیادہ کوئی چیز اللہ کو محبوب نہیں۔

حدیث ابوہریرہؓ ہے، ہر عمدہ کام جو اللہ کی حمد سے شروع نہیں کیا جاتا وہ برکت سے خالی ہے۔ (اہل السنن، ابن حبان، بیہقی)۔

مسلم شریف میں حضرت انسؓ کے مرفوع الفاظ یہ ہیں: اللہ اُس بندے سے خوش ہوتا ہے جو ہر نوالے اور گھونٹ پر اللہ کی حمد کرتا ہے۔

ربّ:

"ربّ" کہتے ہیں کسی چیز کے مالک، مُربّی، مصلح، جابر اور قائم کو۔ اور "ربّ" کا اطلاق معبود پر بھی ہوتا ہے۔ سو یہ سارے معانی اللہ پاک کی ذات میں موجود ہیں۔ ربّ کا استعمال غیر اللہ کے لئے اضافت کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے "ربُّ الدّار" وغیرہ۔ بغیر اضافت خاص صرف اللہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نام "اسمِ اعظم" ہے۔

عالَم:

"عالَم" کہتے ہیں اللہ کے سوا ہر موجود کو، یعنی اللہ کی ذات کے علاوہ جو کچھ موجود ہے وہ سب عالَم ہے۔ لفظ عالَم میں ساری مخلوق داخل ہے۔ کسی نے کہا، عالَم مشتق ہے "علامت" سے، گویا یہ ساری مصنوعات اور موجودات صانع کے وجود کی علامت ہیں۔

ابن المعتز نے کیا خوب کہا ہے ؎

فَيَا عَجَبًا كَيْفَ يُعْصَى الْإِلٰهُ
أَمْ كَيْفَ يَجْحَدُهُ الْجَاحِدُ
وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ
تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ وَاحِدُ

"پس تعجب ہے اُس آدمی پر جو "الٰہ" کی نافرمانی کرتا ہے اور تعجب ہے اس شخص پر کہ انکار کرنے والا اُس کے وجود کا انکار کیسے کرتا ہے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حالانکہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اُس کے وجود کی نشانی ہے۔ اور اثبات پر دال ہے کہ اُس کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے"

بعض نے کہا کہ ہر زمانے کے لوگ عالَم کہلاتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا، عالَم سے مراد جن وانس ہیں۔ بعض نے اس میں ملائکہ اور شیاطین کو بھی شامل کیا ہے۔ پہلا قول صحیح ترین ہے۔ دلیل یہ ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا "رب العٰلمین" کون ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا،

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا. "آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک"

(الشعراء ۲۴)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی ذات عالَم سے بالکل الگ تھلگ ہے۔ اسی لیے قرآن میں آیا ہے، رحمٰن عرش پر ہے۔

"عالَم کی گنتی میں اختلاف ہے، کسی نے کہا چودہ ہزار، کسی نے کہا سترہ ہزار، کسی نے کہا اٹھارہ ہزار، کسی نے کہا اسّی ہزار۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ عالم الغیب کے سوا کسی کو مخلوقات کی گنتی کا کچھ علم نہیں۔

کعبؓ بن احبار نے کہا، مخلوقات کی گنتی کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

مَیں کہتا ہوں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (المدثر: ۳۱)

"اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا"

آیت ۲:

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، (بڑا مہربان نہایت رحم والا):

لفظ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ میں ایک طرح کا ڈرانا تھا۔ اس لئے ان دونوں ناموں کو تسلّی بخشی، ترہیب کو ترغیب سے ملا دیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ کے بعد الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا دوسری بار ذکر اس لئے کیا کہ اللہ کی توجہ سب اُمور کی نسبت رحمت کی طرف ہے۔ یا مخلوق کو سب سے زیادہ حاجت اسی رحمت سے پڑتی ہے۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً آیا ہے، اگر مومن اُس عذاب کو جان لے جو اللہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس ہے تو کوئی ایک بھی جنت کی تمنا نہ کرے۔ اور اگر کافر کو اللہ کی رحمت کا علم ہو جائے تو کوئی بھی اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

اگر ورد ہدیک صلائے کرم!
عزازیل گوید نصیب برم

آیت ۳:

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ، (انصاف کے دن کا حاکم ہے):

انصاف کا دن وہ ہے جس روز ساری مخلوق کا حساب و کتاب ہوگا۔ ہر عمل کا خواہ نیک ہو یا بد، عامل کو بدلہ دیا جائے گا، اِلّا یہ کہ کسی کو اس کا گناہ معاف کر دیا جائے۔

قرآن مجید میں اس دن کی تفسیر یوں کی گئی ہے:

ثُمَّ مَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۝ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝ (الانفطار: ۱۹)

"پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟ جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کر سکے گا، اور حکم اس روز خدا کا ہی ہوگا۔"

اس دن کے مالک و حاکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں وہ لوگ حکم چلاتے تھے، اللہ کے علاوہ اس دن کسی کا حکم نہ چلے گا۔ اکثر صحابہؓ و تابعینؒ اور سلفؒ سے یہی معنی منقول ہیں۔ اللہ نے فرمایا:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۝ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (غافر: ۱۶)

"آج کس کی بادشاہت ہے؟ خدا کی جو اکیلا (اور) غالب ہے۔"

کسی کی کیا طاقت ہے کہ اس دن اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات منہ سے نکال سکے

حدیثِ ابوہریرہؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور دائیں ہاتھ میں آسمان کو لپیٹے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ کہاں ہیں جبر کرنے والے؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً آیا ہے، اللہ کے نزدیک سب سے بڑا نام اس شخص کا ہے جس کا نام "مَلِكُ الْاَمْلَاكِ" ہے۔

جاری ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ